

سلسلہ اشاعت نمبر 36

سیرتِ خلفاءِ راشدینؓ

حدیثِ قرطاس

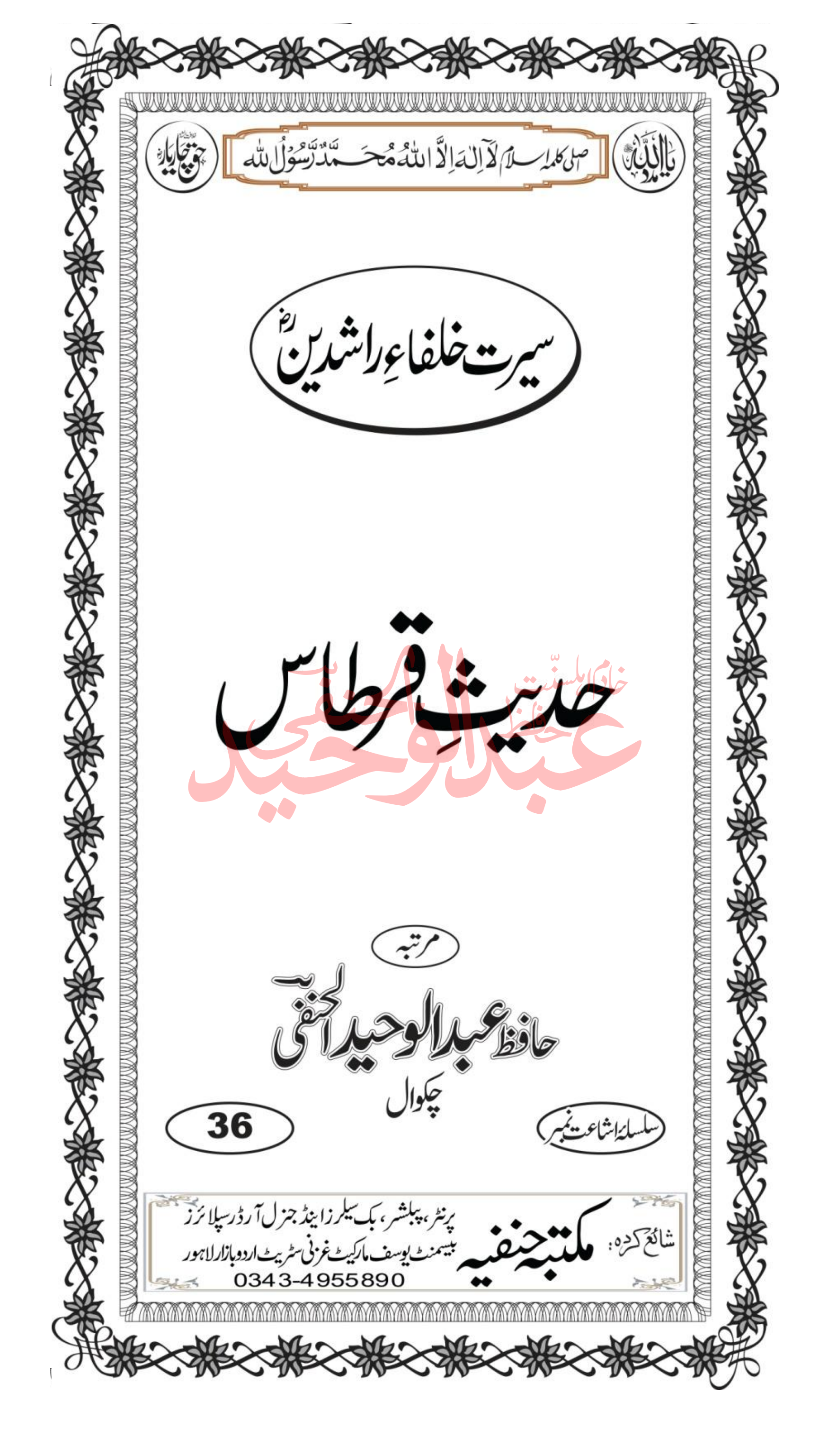
مرتبہ

حافظ عبد الوحید حنفی چکوال

ناشر گروہ

مکتبہ حنفیہ پرنٹر، پبلشر، بک سیلر اینڈ جنرل آرڈر سپلائر

غزنی سٹریٹ 38 اردو بازار لاہور 0343-4955890



یا اللہ یا محمد ﷺ

اصلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حق چار یار

سیرت خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم

حدیثِ قرطاس

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی

چکوال

سلسلہ اشاعت نمبر 36

شائع کردہ: مکتبہ حنفیہ
پرنٹر، پبلشر، بک سیلرز اینڈ جنرل آرڈر سپلائرز
بیسمنٹ یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
0343-4955890

☆☆☆☆

نام کتاب: حدیثِ قرطاس

سلسلہ اشاعت: 36 بار اوّل

مؤلف: حافظ عبدالوحید الحنفیؔ اوڈھروال (چکوال) 0313-5128490

صفحات: 32

قیمت: 20 روپے

ٹائٹل: ظفر محمود ملک 0334-8706701

کمپوزنگ: **النور** مینجمنٹ پنوال روڈ چکوال

طباعت: 15 شعبان 1433ھ مطابق 6 جولائی 2012ء بروز جمعۃ المبارک

ناشر: مکتبہ حنفیہ اردو بازار لاہور 0343-4955890

خدام اہلسنّت والجماعت کی ویب سائیٹ: www.khudamahlesunat.com



فہرست عنوانات



حدیثِ قرطاس

سوال: حدیث قرطاس کی حقیقت کیا ہے؟

جواب: حدیث قرطاس کی تحقیق

(۱) امام احمد بن حنبلؒ ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے اور آپ نے وفات ۷۷ برس کی عمر میں ۲۴۱ھ میں پائی۔

(۲) امام بخاریؒ ۱۳ شوال ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۶۲ برس کی عمر پا کر وفات یکم شوال ۲۵۶ھ کو پائی۔

حدیث قرطاس کو امام احمد بن حنبلؒ نے اس طرح بیان کیا ہے اور یہ روایت حضرت علیؓ المرتضیٰ سے ہے۔

حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عِيسَى الرَّاسِبِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِی طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ آتِيَهُ بِطَبَقٍ يَكْتُبُ فِيهِ مَا لَا تَضِلُّ أُمَّتُهُ مِنْ بَعْدِهِ قَالَ فَخَشِيتُ اَنْ تَفُوتَنِي نَفْسُهُ قَالَ قُلْتُ اِنِّي أَحْفَظُ وَاَعِي قَالَ أُوصِي بِالصَّلَاةِ وَ الزَّكَاةِ وَ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ. (عینی ج ۱ ص ۶۳، مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۳۵۲ حدیث ۶۹۳)

امام احمد بن حنبلؒ روایت کرتے ہیں کہ ان سے (۲) بکر

نے بیان کیا۔(۳) اُن سے عمر بن فضل نے بیان کیا۔(۴) اُن سے نعیم بن یزید نے بیان کیا کہ (۵) ان سے حضرت علیؓ نے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپؐ کی خدمت میں ایک طشتری لاؤں۔ جس پر آپ ایسی تحریر لکھ دیں جس کی موجودگی میں آپ کی اُمت گمراہ نہ ہو۔

(حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ) مجھے خوف ہوا کہ آپ ﷺ کی ذات مجھ سے جُدا نہ ہو جائے، اس لیے میں نے عرض کیا کہ آپؐ زبانی ارشاد فرمائیں، میں حفظ کر لوں گا اور یاد رکھوں گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم کو نماز کی اور زکوٰۃ نیز اپنے ماتحت غلاموں سے حُسنِ سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔

تحقیق: (۱) اس حدیث نے بخاری و مسلم کی روایات کے ابہام کو تو دور کر دیا کہ حکم کے اصل مخاطب حضرت علیؓ تھے۔

(۲) حضرت علیؓ اس لیے قلم دوات نہ لائے کہ اس دوران کہیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی وفات نہ ہو جائے۔ اس موقع پر حضرت علیؓ المرتضیٰ نے خود ہی عرض کیا کہ آپؐ ارشاد فرمائیں، میں حفظ کر لوں گا اور یاد رکھوں گا۔ تو آپ نے فرما دیا کہ میں تم کو نماز کی اور زکوٰۃ اور اپنے ماتحت غلاموں

سے حُسنِ سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔

(۳) حدیث قرطاس کا مطلب اور لبِ لباب صرف اتنا ہی ہے جو مسند احمد بن حنبل میں امام احمد بن حنبلؒ نے اُمت تک پہنچا دیا۔ اس وصیت پر اُمت میں سے جو افراد آج تک عمل کرتے رہے، گمراہ نہیں ہوئے اور ان شاء اللہ قیامت تک گمراہ نہیں ہوں گے اور تاریخ شاہد ہے کہ جنہوں نے نماز اور زکوٰۃ کا انکار کیا، گمراہ ہو گئے۔ لیکن وہ لوگ جو الفاظ کے چکر میں دھوکہ دے کر عوام کو یہ باور کراتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے قلم دوات نہیں لانے دی، یہ سراسر اُن پر الزام ہے۔

حقیقت حال یہ ہے کہ خود حضرت علیؓ المرتضٰی نے اس خدشہ سے کہ اس دوران وفات نہ ہو جائے اور وصیت قلم بند ہونے سے رہ نہ جائے، زبانی ارشاد فرمانے کی درخواست کی اور آپ ﷺ نے حضرت علیؓ المرتضٰی کی خواہش پر زبانی ہی وصیت ارشاد فرما دی۔ اب حضرت علیؓ المرتضٰی کے نام لیواؤں کو تو اعتراض کرنے کا حق ہی نہیں۔ وہ حضرت علیؓ المرتضٰی کی رائے سے اختلاف کر کے اور حضرت عمرؓ فاروق پر اعتراض کر کے اپنے ایمان کو خراب نہ کریں اور حضور ﷺ کی زبانی وصیت پر عمل کریں۔

واقعہ قرطاس میں حضرت فاروق اعظمؓ اور حضرت علیؓ المرتضیٰ پر تنقید کسی طرح جائز نہیں ہے۔

(۴) سلسلہ روایت میں امام احمد بن حنبلؒ نے واقعہ قرطاس حضرت علیؓ المرتضیٰ کی زبانی بیان کیا جو تین واسطوں سے حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے نقل کیا ہے۔

اس میں نہ حضرت عمرؓ فاروق کا تذکرہ ہے، نہ ہی اہل بیت کے درمیان لکھانے نہ لکھانے کا اختلاف ہے۔ نہ ”حسبنا کتاب اللہ“ کے الفاظ ہیں۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ روایات چونکہ تاریخی نوعیت کی ہیں، اس میں راویوں نے مختلف الفاظ سے واقعہ درج کیا ہے۔

(۵) عام طور پر یہ واقعہ قرطاس بخاری و مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے جس طرح منقول ہے، اُن کے درمیان پانچ اور بعض روایات میں چھ، سات راوی ہیں اور کم و بیش دو سو سال کا زمانہ گزر چکا تھا کہ یہ روایات امام بخاریؒ و امام مسلمؒ تک پہنچیں۔

ان روایات میں بھی وصیت کا لب لباب وہی ہے جو مسند احمد بن حنبل میں ہے۔ البتہ واقعہ کی تفصیل میں بعض الفاظ کو شیعہ لوگ بیان کر کے اہل بیت اور حضرت عمرؓ فاروق کے خلاف لکھتے

ہیں کہ حضور ﷺ کے سامنے گویا حضرت عمرؓ فاروق نے قلم دوات لوگوں کو لانے سے روک دیا۔ حال یہ ہے کہ یہ سراسر زیادتی ہے۔ حضرت عمرؓ فاروق کا تذکرہ خواہ مخواہ جوڑا جاتا ہے۔ حضرت علیؓ کی مذکورہ روایت سے صاف ظاہر ہے کہ حضور ﷺ نے قلم دوات کاغذ لانے کا حکم حضرت علیؓ کو دیا تھا اور حضرت علیؓ کی عرض پر ہی پھر زبانی وصیت آپ نے فرما دی تھی۔

بخاری شریف کی روایت کی تحقیق

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد امام بخاریؒ ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے اور آپ نے ۲۵۶ھ میں وفات پائی۔ گویا آنحضرت ﷺ کی وفات کے دو سو سال بعد آپ نے احادیث نبویؐ کی ترتیب میں مجموعہ احادیث کو مرتب کیا۔ اس میں حدیث قرطاس اس طرح پائی جاتی ہے کہ واقعہ بیان کرنے والے اور امام بخاری کے درمیان بیان کرنے والے پانچ سے سات تک راوی ہیں۔ اور کم و بیش دو سو سال کا زمانہ ہے۔ اور واقعہ کے بیان میں بعض راویوں کے الفاظ کا فرق ہے، اس لیے سب روایات میں تطبیق دی جائے گی۔

روایت نمبر ۱۔واقعہ قرطاس بخاری میں

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمُ الْخَمِيسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ فَقَالَ ائْتُونِي أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا فَتَنَازَعُوا وَلَا يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوا مَا شَأْنُهُ أَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوهُ فَذَهَبُوا يَرُدُّونَ عَلَيْهِ فَقَالَ دَعُونِي فَالَّذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونِي إِلَيْهِ وَأَوْصَاهُمْ بِثَلَاثٍ قَالَ أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَأَجِيزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيزُهُمْ وَسَكَتَ عَنْ الثَّالِثَةِ أَوْ قَالَ فَنَسِيتُهَا[1]

امام بخاریؒ فرماتے ہیں: (۱) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، (۲) ان سے سفیان نے بیان کیا، (۳) ان سے سلیمان احول نے بیان کیا، (۴) اُن سے سعید بن جبیر نے بیان کیا، (۵) اُن سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے خمیس کے دِن کا ذکر کیا اور فرمایا: معلوم بھی ہے خمیس (جمعرات) کے دِن کیا ہوا تھا؟ رسول اللہ ﷺ کے مرض میں شدت اسی دِن ہوئی تھی۔ اس وقت آپ نے فرمایا تھا کہ لاؤ میں تمہارے لیے

[1] بخاری شریف ج ۲ کتاب المغازی باب مرض النبیؐ حدیث ۱۵۵۱

ہدایت لکھ دوں کہ اس کے بعد پھر تم کبھی صحیح رائے کو نہ چھوڑو گے۔ لیکن وہاں اختلاف و نزاع ہو گیا (کہ آنحضرت ﷺ کو اس شدت بیماری کی حالت میں لکھوانے کی تکلیف دینی چاہیے یا نہیں۔ حالاں کہ نبی ﷺ کے سامنے اختلاف و نزاح نہ ہونا چاہیے تھا۔ بعض نے کہا: کیا بات ہے شاید آپ (کی وفات) کا وقت قریب آ گیا ہے۔ اس کے متعلق خود آنحضور ﷺ سے ہی پوچھ لیا جائے؟۔ یہ جملہ موجود افراد میں سے بعض نے کہا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے خود ہی فرمایا کہ (۱) مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دو۔ (۲) وفود (جو تمہارے پاس آئیں) انہیں اس طرح دینا جس طرح میں دیتا ہوں۔

تیسری وصیت کے متعلق سکوت اختیار فرمایا یا انہوں (سعید بن جبیر) نے یہ کہا کہ میں اس کو بھول گیا ہوں۔

تحقیق: اس روایت میں روایت کے پہلے راوی حضرت عبداللہ بن عباس ہیں جو ہجرت سے ۵ سال قبل پیدا ہوئے اور آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر ۱۵ برس تھی۔[1]

(۲) اور واقعہ قرطاس کی دوسری روایت حضرت علیؓ المرتضیٰ

---

[1] صحیح بخاری حدیث ۶۲۹۹، مسند احمد بن حنبل ج ۲ حدیث ۳۵۴۳

سے مسند امام احمد بن حنبل میں جو ہے اس میں صاف ہے کہ حکم حضرت علیؓ المرتضیٰ کو دیا گیا تھا۔ لیکن انہوں نے خود عرض کر کے کہا کہ وصیت بیان فرمائیں، میں یاد کر لوں گا اور اُمت تک آپؐ کی وہ وصیت یاد کر کے پہنچا دی۔ اس روایت میں نہ تو نزاع کا تذکرہ ہے نہ ہی کسی صحابی کے نام کا تذکرہ ہے اور فاروق اعظمؓ کے نام کا بھی کوئی تذکرہ نہیں ہے۔

دوسری روایت بخاری

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا حُضِرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمُّوا أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدَهُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمْ الْقُرْآنُ حَسْبُنَا كِتَابُ اللَّهِ فَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوا فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ قَرِّبُوا يَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ غَيْرَ ذَلِكَ فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغْوَ وَالِاخْتِلَافَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُومُوا قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ فَكَانَ يَقُولُ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ

أَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذَلِكَ الْكِتَابَ لِاخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ[1]

ترجمہ: امام بخاریؒ فرماتے ہیں: ہم سے (۱) علیؓ بن عبداللہ نے حدیث بیان کی، (۲) ان سے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی، (۳) اُن سے معمر نے خبر بیان کی، (۴) انہیں زہری نے خبر دی، (۵) انہیں عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی، (۶) اور اُن سے عبداللہ بن عباسؓ نے بیان کیا: جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو گھر میں بہت سے لوگ موجود تھے۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لاؤ میں تمہارے لیے ایک دستاویز لکھ دوں کہ اس کے بعد پھر تم گمراہ نہ ہو سکو۔ اس پر بعض نے کہا کہ آنحضرت ﷺ اس وقت کرب و بے چینی کے عالم میں ہیں۔ تمہارے پاس کتاب اللہ موجود ہے، ہمارے لیے اللہ کی کتاب کافی ہے۔ پھر اہل بیت میں اس مسئلہ میں اختلاف و نزاع ہونے لگا۔

بعض نے تو یہ کہا کہ آنحضرت ﷺ کو کوئی چیز دے دو کہ اس پر آپ دستاویز لکھوا دیں اور تم اس کے بعد گمراہ نہ ہو سکو۔

---

[1] بخاری شریف ج ۲ کتاب المغازی باب مرض النبیؐ حدیث ۱۵۵۲

بعض حضرات نے اس سے مختلف دوسری رائے پر اصرار کیا۔ جب اختلاف و نزاع زیادہ ہوا تو آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ۔ عبید اللہ نے بیان کیا کہ ابن عباس فرماتے تھے کہ مصیبت سب سے بڑی یہ تھی کہ لوگوں نے اختلاف اور شور کر کے آنحضور ﷺ کو وہ دستاویز نہیں لکھنے دی۔

تحقیق: اس روایت میں بھی حضرت عمرؓ فاروق کا نام نہیں ہے نہ ہی کسی صحابی کا نام ہے کہ وہاں کون کون اس وقت تھے اور آخری راوی بھی یہ واقعہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی زبانی نقل کرتے ہیں۔

(۲) اختلاف کرنے والے بھی اہل بیت تھے اور قلم دوات کاغذ نہ لانے والے بھی اہل بیت ہی تھے۔ راوی نے ان میں سے کسی کا نام نہیں لیا۔

(۳) حضور ﷺ کی وصیت کے بارے میں اگر مذکورہ تمام واقعات اور روایات کے لب لباب کو مان بھی لیا جائے کہ حضور ﷺ نے قلم دوات کاغذ منگانے کے احکام دیے تھے لیکن سب روایتوں میں یہ بات واضح ہے کہ قلم دوات نہ پہنچی اور نہ ہی کچھ لکھا گیا تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ چاہتے کہ

یہ وصیت قلم دوات کی لکھائی سے لکھی جائے تو ضرور ایسا ہو گیا ہوتا۔

(۴) روایات کی تطبیق میں مسند احمد بن حنبلؒ کی روایت کا متن حضرت علیؓ المرتضیٰ سے جو منقول ہے، اس کو ترجیح حاصل ہے۔ کیوں کہ امام احمد بن حنبلؒ عمر میں امام بخاریؒ سے بڑے بھی ہیں اور انہوں نے حضرت علیؓ کی روایت قرطاس کو درج کیا ہے، جس سے ابہام دور ہو گیا ہے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ

واقعہ قرطاس پر بخاری کی منقول تیسری روایت

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي مُسْلِمٍ الْأَحْوَلِ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ يَوْمُ الْخَمِيسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ ثُمَّ بَكَى حَتَّى بَلَّ دَمْعُهُ الْحَصَى قُلْتُ يَا أَبَا عَبَّاسٍ مَا يَوْمُ الْخَمِيسِ قَالَ اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ فَقَالَ ائْتُونِي بِكَتِفٍ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا فَتَنَازَعُوا وَلَا يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوا مَا لَهُ أَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوهُ فَقَالَ ذَرُونِي فَالَّذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونَنِي إِلَيْهِ فَأَمَرَهُمْ بِثَلَاثٍ قَالَ أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَأَجِيزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ

أُجِيزُهُمْ وَالثَّالِثَةُ خَيْرٌ إِمَّا أَنْ سَكَتَ عَنْهَا وَإِمَّا أَنْ قَالَهَا فَنَسِيتُهَا قَالَ سُفْيَانُ هَذَا مِنْ قَوْلِ سُلَيْمَانَ[1]

ترجمہ: امام بخاری فرماتے ہیں کہ ہم سے (۱) محمد نے حدیث بیان کی (۲) ان سے ابن عینیہ نے حدیث بیان کی (۳) اُن سے سلیمان احول نے سُنا (۴) اُن سے سعید بن جبیر نے سُنا (۵) انہوں نے ابن عباسؓ سے سُنا۔ آپ نے جمعرات کے دِن کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: تمہیں معلوم ہے جمعرات کا دِن کون سا دِن ہے؟ اس کے بعد آپ اتنا روئے کہ آپ کے انسوؤں سے کنکریاں تر ہو گئیں۔ میں نے عرض کیا: اے ابن عباسؓ! جمعرات کا دِن کون سا دِن ہے؟

آپ نے بیان فرمایا کہ اسی دِن رسول اللہ ﷺ کی تکلیف میں (مرضِ وفات کی) شدت پیدا ہو گئی تھی اور آپ نے فرمایا تھا کہ مجھے ایک چمڑا دے دو تا کہ میں تمہارے لیے ایک ایسی دستاویز لکھ جاؤں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ اس پر لوگوں کا اختلاف ہو گیا۔ پھر حضور ﷺ نے خود ہی فرمایا کہ نبی کی موجودگی میں اختلاف و نزاع غیر

[1] بخاری شریف ج ۲ کتاب الجہاد والسیر باب اخراج الیہود حدیث ۴۰۳

مناسب ہے۔ صحابہؓ نے کہا کہ بہتر ہے، آنحضور ﷺ کو اس وقت تکلیف نہ دینی چاہیے۔ البتہ آپ سے پوچھا جائے؟ آنحضور ﷺ نے پھر فرمایا کہ مجھے میری حالت پر چھوڑ دو۔ کیوں کہ اس وقت جس کیفیت میں، میں ہوں اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو۔ اس کے بعد آنحضور ﷺ نے تین باتوں کا حکم دیا۔ فرمایا کہ مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال دینا۔ (۲) اور وفود کے ساتھ اسی طرح انعام و نوازش کا معاملہ کرنا جس طرح میں کیا کرتا تھا۔ (۳) تیسرے حکم کے بارے میں یا تو آپؐ نے ہی کچھ نہیں فرمایا تھا یا گر آپؐ نے فرمایا تھا تو میں بھول گیا ہوں۔ سفیان نے بیان کیا کہ یہ آخری جملہ سلیمان نے کہا تھا۔

تحقیق: واقعہ قرطاس کا اصل متن وہی جامع ہے جو کہ امام احمد بن حنبلؒ نے امام بخاریؒ کی تصنیف سے قبل مسند احمد میں حضرت علیؓ المرتضیٰ کی روایت میں بیان کیا ہے کہ اصل حکم حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو دیا لیکن حضرت علیؓ نے بجائے قلم، کاغذ دوات لانے کے، عرض کیا کہ میں زبانی یاد کر لوں گا۔ چنانچہ آپؐ نے وہ وصیت زبانی بیان کر دی جو کہ حضرت علیؓ کی زبانی اُمت تک پہنچ گئی۔

بخاری و مسلم کی روایات میں لفظی کمی بیشی ہے اور آخر میں راوی خود بھی اقرار کرتے ہیں کہ وہ کچھ حصہ بھول گئے ہیں۔اور پہلے راوی حضرت عبداللہ بن عباسؓ بھی اقرار کرتے ہیں وہ وصیت کی تیسری بات بھول گئے۔جب کہ حضرت علیؓ المرتضیٰ کی روایت قصہ قرطاس میں جامع ہے کہ آپ نے صاف ارشاد فرمایا کہ حکم مجھے ملا تھا لیکن اس خدشہ کے کہ عدم موجودگی میں کہیں آپ ﷺ کی وفات نہ ہو جائے اور وصیت قلم بند ہونے سے رہ نہ جائے، اس لیے زبانی ارشاد فرما دینے کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے وصیت ارشاد فرما دی۔حضرت علیؓ المرتضیٰ نے یاد کر کے پوری کی پوری وصیت اُمت تک پہنچا دی۔

اس لیے بخاری اور مسلم کی روایات میں راوی کا رونا کہ وصیت قلم بند کیوں نہ ہو سکی، یہ حضرت ابنِ عباسؓ سے نہیں ہو سکتا۔ممکن ہے کہ کسی راوی نے اپنا خیال بھی کسی روایت میں درج کر دیا ہو۔کیوں کہ ان باتوں کا تذکرہ حضرت علیؓ کی روایت میں نہیں ہے۔اصل مقصد تو یہ ہے کہ حضور ﷺ کیا وصیت حضرت علیؓ سے قلم بند کرانا چاہتے تھے۔وہ خود حضرت علیؓ المرتضیٰ نے بیان کر دیا کہ جو وصیت لکھانا چاہتے تھے، وہ بیان کر دی جو کہ حضرت علیؓ نے یاد کر کے آگے اُمت تک

پہنچا دی۔

واقعہ قرطاس کی مسلم شریف میں

واقعہ قرطاس امام مسلمؒ کو، جن کی ولادت ۲۰۴ھ اور وفات ۲۶۱ھ ہے، یوں پہنچا:

حضور ﷺ کی وفات سے چار دِن پہلے (جمعرات) کو آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

حدثنا سعيد بن منصور و قتيبة بن سعيد و أبو بكر بن أبي شيبة و عمرو الناقد واللفظ لسعيد قالوا: حدثنا سفيان عن سليمان الأحول عن سعيد بن جبير، قال: قال ابن عباس رضي الله عنهما: يوم الخميس وما يوم الخميس ثم بكى حتى بل دمعه الحصى، فقلت: يا ابن عباس وما يوم الخميس؟ قال: اشتد برسول الله وجعه، فقال: «ائتوني أكتب لكم كتابا لا تضلوا بعدي» فتنازعوا، وما ينبغي عند نبي تنازع، وقالوا: ما شأنه؟ أهجر؟ استفهموه، قال: «دعوني، فالذي أنا فيه خير، أوصيكم بثلاث: أخرجوا المشركين من جزيرة العرب، وأجيزوا الوفد بنحو ما كنت أجيزهم»، قال: وسكت عن الثالثة أو قالها

فأنسيتها۔ قال أبو إسحق إبراهيم: حدثنا الحسن بن بشر قال: حدثنا سفيان، بهذا الحديث۔[1]

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیرؓ سے روایت ہے کہ ابن عباسؓ نے فرمایا: جمعرات کا دِن۔ جمعرات کا دِن کیا ہے؟ پھر رو دیے یہاں تک کہ اُن کے آنسوؤں نے کنکریوں کو تر کر دیا۔ میں نے عرض کیا: اے ابن عباسؓ! جمعرات کا دِن کیا ہے؟ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے درد میں شدت ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس (قلم وغیرہ) لاؤ تا کہ میں تمہارے لیے ایسی کتاب لکھ دوں کہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہو گے۔ لوگوں نے جھگڑا کیا حالاں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس جھگڑا مناسب نہ تھا۔ اور صحابہؓ کرام نے عرض کیا: آپؐ کا کیا حال ہے؟ کیا آپؐ جدا ہو رہے ہیں؟ پھر آپ سے سمجھ لو۔ آپؐ نے فرمایا: مجھے چھوڑ دو اور جس امر میں میں مشغول ہوں، وہ بہتر ہے۔

میں تمہیں تین باتوں کی وصیت کرتا ہوں: (۱) مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دو۔ (۲) اور وفود کو پورا پورا اسی

1 مسلم شریف ج ۲ کتاب الوصیۃ حدیث ۴۲۳۲

طرح دو جس طرح میں انہیں پورا پورا ادا کرتا ہوں۔(۳)
اور ابنِ عباسؓ تیسری بات سے خاموش ہو گئے یا آپ نے
فرمایا: لیکن میں اُسے بھول گیا۔

مسلم شریف کی دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں:

(۲)قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: ائتوني بالكتف والدواة أو اللوح والدواة أكتب لكم كتابا لن تضلوا بعده أبدا فقالوا إن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يهجر (مسلم ج۲ کتاب الوصیۃ حدیث ۴۲۳۳)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: میرے پاس ہڈی اور دوات یا تختی اور دوات لاؤ تا کہ میں تمہیں ایسی کتاب لکھ دوں کہ اُس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ صحابہؓ نے کہا کہ کیا رسول اللہ ﷺ (دُنیا) چھوڑ رہے ہیں؟

حدیثِ قرطاس میں لفظ ھجر کی بحث

لفظ ہجر کے معنیٰ: حقیقت یہ ہے کہ ہجر کا معنیٰ جدائی اور فراق ہے۔
حضرت عمرؓ فاروق کے مطاعن میں شیعہ علما عموماً حدیثِ قرطاس بھی پیش کرتے ہیں اور روایت کے لفظ ہجر کا معنیٰ ہذیان کر کے یہ الزام دیتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضور ﷺ کی ہذیان کی نسبت کی ہے۔

لغت حدیث مجمع البحار میں ہے:

الهجرة فی الاصل الاسمر من الهجر ضد الوصل ثم غلب علی الخروج من ارض الٰی ارضٍ یقال منه هاجر مهاجرة

ہجرت اصل میں اسم ہے۔ ہجر سے جو ضد ہے وصل کی۔ پھر ایک زین سے دوسری زمین کی طرف نکلنے پر اس لفظ کا اطلاق غالب ہو گیا اور اسی سے ہے ہاجر مہاجرہ۔

اس سے ثابت ہوا کہ ہجر کا معنٰی چھوڑنا اور جدا ہونا ہے۔[1]

(۲) اَھَجَرَ صیغہ استفہام سے ہے۔ فَاسْتَفْهِمُوْا (کیا حضور ﷺ دُنیا سے رُخصت ہونے والے ہیں پوچھ لو)؟

پھر یہ عمرؓ کا مقولہ نہیں۔ فَقَالُوْا (اور حاضرین نے کہا) جمع کا صیغہ ہے۔ لغت اور عرف قرآن میں ہجر کا معنٰی جدا ہونا، چھوڑ دینا، ترک کرنا لکھا ہے۔ قرآن میں ہے:

وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا (سورۃ مزمل)

ان کو چھوڑیئے اچھی طرح چھوڑنا۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا ہجر کے معنٰی جدا ہونے کے ہیں، ہذیان اور بکواس نہیں۔ بکواس باب افعال سے خود بنالیں تو ان کا مذہب ہے۔ اس لفظ کے معنٰی کی حضرت عمرؓ کی طرف (یا اہلِ بیتؓ یا صحابہؓ

[1] تجلیاتِ صداقت پر ایک اجمالی نظر ص۶۶ مؤلفہ مولانا قاضی مظہر حسینؒ

کی طرف) بکواس نسبت روافض کا اپنا عمل اور بغض کی بھڑاس نکالنا ہے۔[1]

(۳) تیسری روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:

وحدثني محمد بن رافع وعبد بن حميد قال عبد أخبرنا، وقال ابن رافع حدثنا عبد الرزاق أخبرنا معمر عن الزهري عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة عن ابن عباس قال لما حضر رسول الله ﷺ وفي البيت رجال فيهم عمر بن الخطاب، فقال النبي ﷺ هلم أكتب لكم كتابا لا تضلون بعده، فقال عمر إن رسول الله ﷺ قد غلب عليه الوجع وعندكم القرآن حسبنا كتاب الله فاختلف أهل البيت فاختصموا فمنهم من يقول قربوا يكتب لكم رسول الله ﷺ كتابا لن تضلوا بعده ومنهم من يقول: ما قال عمر فلما أكثروا اللغو والاختلاف عند رسول الله ﷺ قال: رسول الله ﷺ: قوموا قال عبيد الله فكان ابن عباس يقول إن الرزية كل الرزية ما حال بين رسول الله ﷺ وبين أن يكتب لهم ذلک الکتاب من اختلافهم ولغطهم۔[2]

---

[1] ایمانی دستاویز ص ۵۳۹ مؤلفہ مولانا مہر محمد میانوالوی)

[2] مسلم شریف ج ۲ کتاب الوصیۃ حدیث ۴۲۳۴ و بخاری شریف جلد کتاب الطب حدیث

ترجمہ: امام مسلمؒ فرماتے ہیں کہ بیان کیا مجھ سے (۱) محمد رافع نے اور عبد بن حمید نے کہا: عبد نے کہ خبر دی ہم کو اور فرمایا (۳) ابن رافع نے کہ بیان کیا ہم سے (۴) عبدالرزاق نے کہ خبر دی ہم کو معمر نے (۵) زہری سے ان کو خبر دی (۶) عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے (۷) کہ ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے وصال کا وقت آیا تو آپ ﷺ کے گھر میں کئی لوگ موجود تھے۔اُن میں سے عمرؓ بن خطاب بھی تھے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آؤ میں تمہیں ایسی کتاب لکھ دوں کہ تم اُس کے بعد گمراہ نہ ہو گے۔حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ پر تکلیف کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن ہے اور ہمارے لیے اللہ کی کتاب کافی ہے۔

تو اہل بیت میں اختلاف اور جھگڑا ہوا۔ان میں سے بعض وہ تھے جو کہتے تھے کہ نزدیک کرو (قلم وغیرہ) تاکہ رسول اللہ ﷺ تمہارے لیے ایسی کتاب لکھ دیں کہ اس کے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔اور ان میں سے بعض نے وہی کہا جو حضرت عمرؓ نے کہا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کھڑے ہو جاؤ۔عبیداللہ نے کہا

کہ ابن عباسؓ کہتے تھے کہ پریشانیوں میں سب سے بڑی پریشانی کی بات جو رسول اللہ ﷺ اور اس کتاب لکھنے کے درمیان حائل ہوئی وہ بحث اور اختلاف تھا۔

تحقیق: یہ روایت ربیع الاول ۱۱ھ کے دو سو سال کے بعد سات پشتوں سے سینہ بہ سینہ نقل در نقل سات روایت کرنے والوں سے امام مسلمؒ تک پہنچی۔امام مسلمؒ کو بھی تین روایتیں اس بارے میں تین مختلف راویوں سے پہنچیں جو مسلم شریف میں انہوں نے درج کی ہیں۔ پہلی دو روایتوں میں بھی کسی صحابی کا نام نہیں،نہ حضرت عمرؓ کا نام ہے۔

(۲) حدیث و تاریخ کی کسی کتاب میں یہ صحت سند سے ثابت نہیں ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنی آواز اونچی کی۔یہ روافض کا سراسر جھوٹ ہے کہ حضرت عمرؓ نے آواز اونچی کی اور آپ نے کہا: قوموا عنی اور یہ کہ آپ نے کسی کو اپنی بزم نبوت سے اُٹھادیا۔روایت میں کسی کا نام نہیں۔

(۳) حدیث میں راوی کے بیان کے مطابق جھگڑا کرنے کی ذمہ داری اہل بیت پر ڈالی گئی۔کیااُن کو اُٹھادیا؟

(۴)مسند احمد کی روایت میں ہے کہ خود حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

عن علی بن ابی طالب قال امرنی النبی ﷺ ان اتیه بطبق

يكتب فيه مالا تضل امته من بعده (مسند امام احمد بن حنبل ج ا ص ۱۹۵)

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں آپ کے پاس کاغذ لاؤں۔ آپ اس میں وہ نصیحت لکھ دیں کہ آپؐ کی اُمت اس کے بعد کہیں گمراہ نہ ہو سکے۔

(۵) روایت کے مطابق، جھگڑا کرنے والے دونوں فریق اہل بیت میں سے تھے اور حضرت عمرؓ نے ان میں کوئی حصہ نہیں لیا۔

(۶) حضور ﷺ نے کاغذ، قلم اور دوات اہل بیت سے طلب کیے تھے اور انہیں کا آپس میں اختلاف ہوا تھا۔ بوجہ بیماری کی شدت کے کہ کاغذ، قلم اور دوات آپ کے حضور پیش کیے جائیں یا نہیں؟ ایک فریق کہتا تھا: قربوا (کہ انہیں حضور ﷺ کے قریب کر دو)۔ دوسرا حضرت علیؓ کی بات سے متفق تھا۔

آپ ﷺ نے یہ بات عام نہیں کہی تھی، صرف حضرت علیؓ کو کہی تھی کہ کاغذ لاؤ اور وہی ایسے اُمور میں حضور ﷺ کے سیکرٹری ہوتے تھے۔ صلح حدیبیہ میں لکھنے والے بھی وہی تھے۔

اقرع بن حابس تمیمی اور عینیہ بن حصن الفراری نے جب حضور ﷺ سے ایک تحریر چاہی تو آپ ﷺ نے حضرت علیؓ

المرتضیٰ کو لکھنے کے لئے بلایا تھا۔

قالوا فاکتب لنا علیک کتابا قال قد عالصحیفة علیا لیکتب(سنن ابن ماجہ ص۳۰۴)

ترجمہ: انہوں نے کہا: ہمارے لیے آپؐ اپنے ذمہ کی ایک تحریر لکھ دیں۔ آپ ﷺ نے کاغذ منگایا اور حضرت علیؓ کو بلایا کہ آپ یہ تحریر لکھ سکیں۔

اس وقت بھی حضور ﷺ نے جو حکم دیا تھا کہ کاغذ اور قلم لاؤ تو کسے یہ حکم دیا تھا؟ حضرت علیؓ خود فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے کاغذ لانے کا حکم مجھے دیا تھا۔

عن علی بن ابی طالب قال امرنی النبی ﷺ ان اتیه بطبق یکتب فیه مالا تضل امته من بعده(مسند امام احمد بن حنبل ج ۱ ص۱۹۵)

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں آپ کے پاس کاغذ لاؤں۔ آپ اس میں وہ نصیحت لکھ دیں کہ آپؐ کی اُمت اس کے بعد گمراہ نہ ہو سکے۔

(۷) حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

فخشیت ان تفوتنی نفسه قلت انی احفظ داعی قال

اوصیکم بالصلوٰۃ و ما ملکت ایمانکم۔[1]

ترجمہ: مجھے اندیشہ تھا کہ کہیں آپ میری عدم موجودگی میں وفات نہ پا جائیں، میں نے عرض کیا: حضورؐ! میں زبانی یاد رکھوں گا۔ اس پر آپؐ نے اپنی وہ وصیت فرما دی کہ نماز اور زکوٰۃ کی پابندی رکھنا اور غلاموں کا دھیان رکھنا، ان سے کوئی زیادتی نہ ہونے پائے۔

(۸) اس سے پتہ چلتا ہے کہ واقعہ قرطاس میں حضرت علیؓ کی رائے حضرت عمرؓ کے ساتھ کی تھی۔ "حسبنا کتاب اللہ" پر دونوں حضرات ایک تھے۔

حضرت علیؓ نے سمجھا کہ کاغذ اور قلم دوات گھر سے لانے ہوں گے۔ اگر میں لینے گیا تو کہیں میرے پیچھے حضور ﷺ کا وصال نہ ہو جائے، سو آپ اہل بیت کے اس گروہ کے ہم خیال تھے جو قلم دوات اور کاغذ لینے تشریف نہ لے گئے۔

(۹) حضور ﷺ نے حضرت عمرؓ کے اس بیان اور حضرت علیؓ المرتضٰی کے اس فرمان پر کیا فرمایا؟

دعونی فالذی انا فیہ خیر اوصیکم بثلث۔[1]

---

[1] مسند امام احمد بن حنبل ج ۱ ص ۱۹۵

ترجمہ: میری فکر نہ کرو۔ میں جس حالت میں ہوں، خیر سے ہوں۔ میں تمہیں تین باتوں کی وصیت کرتا ہوں۔

(۱) مشرکین جزیرہِ عرب میں سکونت نہ رکھیں۔

(۲) بیرونی وفود کو اس طرح آنے دینا جس طرح میں انہیں آنے دیتا رہا۔

(۳) تیسری بات میں مہلب اور قاضی عیاض کی روایتیں مختلف ہیں۔ مہلب کہتا ہے: یہ وصیت جیش اُسامہ کی روانگی کے بارے میں تھی اور قاضی عیاض کہتے ہیں کہ تیسری بات غالباً یہ تھی کہ میری قبر کو عبادت گاہ نہ بنا لینا۔

اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ حضور ﷺ جانتے تھے کہ حضرت عمرؓ نے جو بات کہی تھی: "ان رسول اللہ غلب علیه الوجع وعندکم القرآن حسبنا کتاب اللہ"، وہ از راہِ خیر خواہی کہی تھی۔ تبھی تو آپ ﷺ نے جواب میں کہا: نہیں میری فکر نہ کرو، میں خیر سے ہوں۔ حضور ﷺ اگر اسے اپنی بغاوت سمجھتے تو یہ بات نہ فرماتے۔

حضرت ابن عباسؓ کی بھی یہی رائے تھی۔ اشتد برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجعه (حضور ﷺ کی بیماری سخت ہوگئی)۔ کیا یہ حضرت عمرؓ

---

1 صحیح مسلم کتاب الوصیت ج۲ ص۴۳ حدیث ۴۲۳۲

کی کھلی حمایت نہیں؟

(۱۰) آپ ﷺ نے وہ وصیت فرما دی جو آپ لکھانا چاہتے تھے۔پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے بھی تجویز مان لی تھی کہ اب کاغذ اور قلم دوات کی ضرورت نہیں۔ آپ ﷺ زبانی وصیت کے لئے تیار ہو گئے اور پھر آپ ﷺ نے وہ وصیت فرما دی جو آپ لکھوانا چاہتے تھے۔

(۱) ایک دفعہ فرمایا: مشرکین کو حجاز میں نہ رہنے دیا جائے۔

(۲) بیرونی وفود کی پزیرائی کی جائے۔

(۳) اور جیش اُسامہ روانہ کیا جائے۔اور ایک دفعہ فرمایا کہ نماز اور زکوٰۃ کی پابندی رکھنا اور غلاموں کا پورا دھیان رکھنا۔ نماز کی پابندی میں یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کی امامت کو باقی رکھنا اور زکوٰۃ کی پابندی سے مرادادائے زکوٰۃ میں حضرت ابو بکرؓ کی حمایت تھی۔اور غلاموں کے دھیان سے مراد مسلم فتوحات کی صحت کا اشارہ تھا۔ تبھی تو آپ نے جنگی قیدیوں سے حُسنِ سلوک کا حکم دیا۔

اس وصیت کی کتنی جہات اور تفصیلات کیوں نہ ہوں، یہ بات اپنی جگہ مسلّم ہے کہ اس میں حضور ﷺ کے بعد کسی ولی

سلطنت کی نامزدگی کی تجویز ہرگز نہ تھی۔[1]

(۱۱) اس روایت سے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے سامنے کاغذ اور قلم لانے میں اختلاف کرنے والے دونوں طرف اہل بیت کے آدمی تھے۔ حضرت عمرؓ اس سے پہلے اپنی بات کہہ چکے تھے۔ ایک گروہ اہل بیت سے کاغذ قلم لانے کے حق میں تھا اور دوسرا گروہ (بوجہ حضور ﷺ کی شدت بیماری کے) اس بات کو درست سمجھتا تھا جو حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ نے کہی تھی۔ حضور ﷺ نے بھی اسی بات کو درست جانا جو حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ نے کہی اور دوبارہ کاغذ اور قلم طلب نہ کیے، زبانی وصیت فرما دی۔

(۱۲) اب سوال یہ ہے کہ حضور ﷺ نے "قوموا" کن کو کہا؟ یہ جمع کا صیغہ ہے۔ دیکھنے کی بات یہ ہے کہ وہ لوگ کون تھے جو وہاں سے اُٹھا دیے گئے؟ راوی نے ان لوگوں کی کوئی فہرست پیش نہیں کی جو وہاں بارگاہِ رسالت سے اُٹھا دیے گئے، نہ ہی روایت میں کسی کا نام ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ کسی راوی کا

[1] ماخوذ از تجلیات آفتاب ج ۱ ص ۱۶۰، مؤلفہ جسٹس خالد محمود، ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر برطانیہ، مطبوعہ محمود پبلیکیشنز اسلامک ٹرسٹ، جامعہ ملیہ اسلامیہ محمود کالونی شاہدرہ لاہور، اشاعت اوّل ۲۰۱۰ء

ٹوٹکہ ہے۔

(۱۳) اس سے بخوبی جان سکتے ہیں کہ یہ مخالف راوی کس طرح بوکھلایا ہوا ہے۔ وہ یہ نہیں جانتا کہ اس کا یہ حملہ حضرت عمرؓ پر پورا اُتر رہا ہے یا اہل بیت پر جو اُس وقت بقول راوی حضور ﷺ کے سامنے آوازیں بلند کر رہے تھے (معاذ اللہ) یا کسی اور پر؟ حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کی رائے کے مطابق زبانی وصیت فرما دی۔ (ایضاً کتاب تجلیات آفتاب ج۱ ص ۱۶۲)

بخاری شریف میں اور مسلم شریف کی دونوں روایتوں میں بھی کسی کا نام نہیں۔ اور مسلم شریف کی تیسری روایت کی تحقیق بھی عرض کر دی گئی ہے کہ اصل واقعہ اتنا ہی ہے جو مسند احمد میں ہے کہ اُمت کو پالیسی کے اعتبار سے تین باتوں کی وصیت کر دی۔ الحمد للہ کہ حضور ﷺ کے بعد مسلمان کسی اصول میں نہیں بھٹکے۔

آنحضرت ﷺ یہ چاہتے تھے کہ آپؐ کی اُمت آپؐ کے بعد اپنی پہلی راہ سے کہیں بھٹک نہ جائے۔ ظاہر ہے کہ وہ کتاب و سنت کی راہ تھی جس پر حضور ﷺ نے اُمت کو عملاً چلا رکھا تھا اور آئندہ چلنے کی نصیحت کر رکھی تھی۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے کھول کھول کر وہ باتیں بتلا دیں کہ آپ کی اُمت اب آگے بھٹک نہ پائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ملاحظہ فرمائیں: (پ۶ سورۃ النساء آیت ۱۷۶)

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ

ترجمہ: بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لیے کہ تم گمراہ نہ ہو سکو۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

یہ قرآن کے بارے میں کہا گیا کہ اس سے تم گمراہ نہ ہو سکو گے۔ "حسبنا کتاب اللہ" میں اس کی تصدیق ہے۔ اب کیا اس کے بعد بھی اُمت کے گمراہ ہونے کا کوئی اندیشہ رہ جاتا ہے؟ کیا حضور ﷺ نے اُمت کو نہ بھٹکنے کے لیے کتاب و سنت کی یہ راہ پہلے سے بتلا نہ رکھی تھی؟

ارشاد نبویؐ ہے:

تَرَكْتُ مِنْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تُضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَ سُنَّةِ رَسُوْلِهٖ (موطا امام مالک)

ترجمہ: میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں تا کہ تم گمراہ نہ ہو سکو جب تک تم ان دو سے تمسک کرو۔ (وہ دو چیزیں کیا ہیں؟)

(۱) اللہ کی کتاب اور (۲) اس کے رسولؐ کی سنت۔

اس میں بھی انہیں یقین دہانی کرائی گئی کہ جب تک تم کتاب اللہ اور سنت نبوی ﷺ سے تمسک کرو گے، تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ اب رہے سیاسی اُمور ان کو بھی حضور ﷺ نے کھول کر بیان کر دیا۔[1]

---

[1] تجلیاتِ آفتاب

(۱۴) حدیث قرطاس بخاری و مسلم میں جتنے طرق سے مروی ہے سب میں پہلے راوی عبد اللہ بن عباسؓ ہیں۔ حال یہ ہے کہ جس وقت کا یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے، اس وقت عبد اللہ بن عباسؓ کی عمر ۱۵ سال کی تھی۔ کیوں کہ آپ ہجرت سے پانچ سال پہلے یعنی ۶۱۷ء میں پیدا ہوئے اور ۶۸ھ مطابق ۶۸۸ء میں طائف میں وفات پائی۔ اکیلی شہادت کب قابلِ قبول ہو سکتی ہے۔ جب کہ درائت کے لحاظ سے یہ حدیث صرف عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے، مبہم ہے اور حضرت علیؓ المرتضیٰ کی روایت میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس سے کسی صحابی یا اہل بیت کے کسی قسم کے تنازعہ کا ذکر ہو۔ اس لیے حضرت علیؓ کی روایت کو ترجیح حاصل ہے، جس کی تفصیل بیان کر دی گئی ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّهٖ دَائِمًا وَّ سَرْمَدًا

خادم اہلسنّت

حافظ عبد الوحید الحنفی

ساکن اوڈھروال (تحصیل و ضلع چکوال)

۱۵ شعبان ۱۴۳۳ھ مطابق ۶ جولائی ۲۰۱۲ء بروز جمعۃ المبارک

☆☆☆☆

فہرست مطبوعات و رسائل...... مؤلف حافظ عبدالوحید الحنفی

اشاعتی سلسلہ نمبر	عنوان کتاب / رسالہ	صفحات	قیمت
01	دین اسلام کا تعارف، حق اور اہل سنت والجماعت کی پہچان	32	20/-
02	تعلیمات اسلام، انسان کی تخلیق اور دنیا میں آنے کا اصل مقصد کیا ہے؟	32	20/-
03-04	تعلیمات اسلام (حصہ اول تا سوم)	32x3	60/-
05-09	سیرت رحمت للعالمین ﷺ (حصہ اول تا چہارم)	32x4	80/-
10	احادیث رسول ﷺ، فضائل درود و سلام	32	20/-
11	مناقب اہل بیت رسول ﷺ (حصہ اول)	64	40/-
12	مناقب امام حسنؓ و امام حسینؓ و آل و اصحاب نبی ﷺ	64	40/-
13-14	مناقب صحابہؓ رسول ﷺ (حصہ اول تا دوم)	32, 64	60/-
15-16	مناقب خلفائے راشدینؓ (حصہ اول تا دوم)	32, 64	60/-
17	اہل سنت کون ہیں اور اہل بدعت کون ہیں؟	16	10/-
18-20	سلوک و طریقت کی حقیقت (حصہ اول تا سوم)	16, 32, 32	50/-
21-22	مسائل طہارت، تیمم [illegible] ﷺ، مکمل حدیث	64, 32	60/-
23-25	نفس اور روح کی حقیقت، عالم برزخ، موت اور قبر کی حیات (حصہ اول تا سوم)	64, 32, 32	80/-
26	تاریخ اسلام (حصہ اول) کتب تاریخ کی حقیقت	64	40/-
27	تاریخ اسلام (حصہ دوم) عرب میں اسلام کیسے پھیلا؟ پہلے پہلے اسلام لانے والے	32	20/-
28	تاریخ اسلام (حصہ سوم) مہاجرین و انصار صحابہؓ	96	60/-
29	تاریخ اسلام (حصہ چہارم) فتوحات اسلامی (غزوات و جنگ کی مہمات اور جنگ بدر)	112	70/-
30	تاریخ اسلام (غزوات، جنگ کی مہمات اور جنگ احد)	80	50/-
31	تاریخ اسلام (حصہ پنجم) فتوحات نبوی ﷺ (جنگ خندق، بیعت رضوان، جنگ موتہ)	96	60/-
32	تاریخ اسلام (حصہ ششم) فتح مکہ سے عرفہ تک	80	50/-
33	تاریخ اسلام (حصہ ہفتم) فتوحات خلفائے راشدینؓ	272	200/-
34	تاریخ اسلام (حصہ ہشتم) سیرت صدیق اکبرؓ	152	195/-
35	تاریخ اسلام (حصہ نہم) سیرت فاروق اعظمؓ	320	200/-
36	صحیفۂ قرطاس	32	20/-
37	حقیقت واقعۂ فدک	48	30/-
38	تاریخ اسلام (حصہ دہم) سیرت عثمان ذوالنورینؓ	(زیر طبع)	
39	تاریخ اسلام (حصہ یازدہم) سیرت علی المرتضیٰؓ	(زیر طبع)	
40	تاریخ اسلام (حصہ دوازدہم) سیرت امام حسنؓ و امام حسینؓ	(زیر طبع)	